فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ القرآن

شرعی کونسل آف انڈیا
(بریلی شریف)

انیسواں فقہی سیمینار
۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء

موضوع: ۲

SMS کی شرعی حیثیت

پیشکش
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

www.muftiakhtarrazakhan.com

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارث علوم اعلیٰ حضرت نبیرۂ حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند جگر گوشہ مفسر اعظم شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

کے

سالانہ فقہی سیمنارز

میں ہونے والے

فیصلہ جات

دیئے گئے لنک پر ملاحظہ کیجئے

https://muftiakhtarrazakhan.com/shareecouncil/

۹۲/۷۸۶

سوال نامہ

ایس ایم ایس (SMS) کی شرعی حیثیت

عہد حاضر میں موبائل ان جدید ایجادات میں سے ایک ہے، جس نے زندگی کے تمام شعبوں میں آسانیاں پیدا کر دی ہے۔ اس سے قبل جس کام میں کئی دن اور کئی گھنٹے لگ جاتے تھے، آج وہ منٹوں سکنڈوں میں پورے ہو رہے ہیں۔ اب تو وہ ہمارے حوائج و ضروریات کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ یہ سبھی جانتے ہیں کہ فون کے ذریعے براہِ راست جس طرح ایک دوسرے کے درمیان لین دین، کاروبار و تجارت، مسائل و احکام و دیگر دین و دنیا کے معاملات کی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح یہ سارے معاملات ایس ایم ایس کے ذریعے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ بائع و مشتری آپس میں خرید و فروخت کا، تجار ایک دوسرے کو لین دین کا، مفتی و مستفتی سوال و جواب کا اور بینک والے اپنے کھاتے دار کو کھاتے میں رقم آنے یا اس سے نکلنے کا ایس ایم ایس کرتے ہیں۔ کسی حق کا اقرار یا انکار بھی ایس ایم ایس کے ذریعے ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ہمارے موبائلوں میں ایسے بھی ایس ایم ایس آتے ہیں، جو کفر وارتداد یا فسق وضلالت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ غیروں کو تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ ہی دین و سنت سے غافل رہنے والوں کو اس کی کوئی پرواہ ہوتی ہے، لیکن دین پر چلنے والوں اور تقویٰ شعاروں کو ضرور الجھن ہوتی ہے، وہ اس بارے میں شریعت مطہرہ کا نقطۂ نظر جاننا چاہتے ہیں، تا کہ اس کی روشنی میں زندگی گزاریں اور اپنی آخرت کو سنواریں۔

اس لیے شرعی کونسل کی جانب سے اربابِ حل و عقد اور اصحابِ فقہ وافتا کی بارگاہ میں اس سے متعلق چند سوالات حاضر ہیں، امید ہے کہ بروقت ان کا تسلی بخش جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور و مثاب ہوں گے اور ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائیں گے۔

سوالات:

(۱) ایس ایم ایس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ دیانات و معاملات کے اقسام وانواع میں اس کا اعتبار کس حد تک ہے؟

(۲) کفر وارتداد، فسق وضلالت اور معصیت و گناہ پر مشتمل ایس ایم ایس کرنے والے پر کیا مطلقاً کفر وارتداد، فسق وضلالت کا حکم عائد ہو گا، یا اس بارے میں توقف کیا جائے گا؟

(۳) ایس ایم ایس کے ذریعے بیع و شرا، وکالت و کفالت و دیگر عقود کا کیا حکم شرعی ہے؟

(۴) مشتری یا قرض دار اگر اپنے اکاؤنٹ سے بائع و مقرض کے کھاتے میں رقم ثمن یا قرض ٹرانسفر کر دے اور ان کے کھاتوں میں اس کا ایس ایم ایس بھی آجائے تو اس رقم پر قبضہ بائع و مقرض کا مانا جائے گا، یا مشتری و قرض دار کا؟ رقم مذکور نصاب کو پہنچنے کی صورت میں حولانِ حول کا اعتبار کب سے ہو گا؟ رقم ٹرانسفر کرنے کے بعد سے یا رقم ہاتھ میں آنے کے بعد سے؟

(۵) صاحب نصاب اگر فقیر کے کھاتے میں زکوۃ کی رقم ٹرانسفر کر دے اور اس کا فقیر کے پاس ایس ایم ایس بھی آجائے، فقیر کے نکالنے سے قبل رقم زکوۃ ہلاک ہو جائے تو اس کا متحمل فقیر ہو گا یا صاحبِ نصاب؟ زکوۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

(۶) شوہر نے بیوی کو ایک طلاق دینے کا ایس ایم ایس کیا، اگر وہ اسی کو ایک یا تین الگ الگ مجلسوں میں تین تین بار بھیج دے تو ایک طلاق پڑے گی یا تین؟ اور اگر وہ اسے وائرل ہونے سے پہلے یا فوراً اس کے بعد ڈیلیٹ کر دے تو طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

جزئیات:

اعلم ان المعاملات علی مافی کتب الاصول ثلاثۃ انواع۔ الاول ما لا الزام فیہ کالوکالات والمضاربات والاذن بالتجارۃ۔ والثانی ما فیہ الزام محض کالحقوق التی تجری فیھا الخصومات ۔ والثالث ما فیہ الزام من وجہ دون وجہ کعزل الوکیل وحجر الماذون فان فیہ الزام العھدۃ علی الوکیل وفساد العقد بعد الحجر ۔ وفیہ عدم الزام لان الموکل او المولی ینصرف فی خالص حقہ فصار کالاذن۔
(ردالمحتار ج:۹ص:۴۹۸،مکتبہ زکریا)

البحرالرائق میں ہے:

والوکالۃ من المعاملات والاذن بالتجارۃ من المعاملات وکل شیء لیس فیہ الزام ولا مالا یدل علی النزاع فھو من المعاملات۔ (ج:۹ص:۳۴۳،کتاب الکراہیۃ)

درمختار اور تنویر الابصار میں ہے:

ویقبل قول الفاسق والکافر والعبد فی المعاملات لکثرۃ وقوعھا کما اذا اخبرانہ وکیل فلان فی بیع کذا فیجوز الشراء منہ۔
(ج:۹ص:۴۹۸)

تبیین الحقائق میں ہے:

ولان المعاملات لیس فیھا الزام واشتراط العدالۃ للالزام فلا معنی لاشتراطھا فیھا لان الحال فیھا حال مسالمۃ لا حال منازعۃ حتی یخاف فیھا التزاویر والاشتغال بالاباطیل،اھ۔ (ج:۷ص:۲۸کتاب الکراہیۃ)

ہدایہ میں ہے:

ولو کان المخبر فاسقاً او مستوراً تحری فان کان اکبر رأیہ انہ صادق یتیمم ولا یتوضأ بہ وان اراق الماء ثم یتیمم کان احوط ومع العدالۃ یسقط احتمال الکذب فلا معنی للاحتیاط بالاراقۃ۔ (ج:۴ص:۴۵۴)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ولا یقبل قول الکافر فی الدیانات الا اذا کان قبول قول الکافر فی المعاملات یتضمن قبولہ فی الدیانات،وحینئذ تدخل الدیانات فی ضمن المعاملات فیقبل قولہ فیھا ضرورۃ ھکذا فی التبیین۔ (ج:۵ص:۳۰۸)

فتح القدیر میں ہے:

ولا یقبل الکتاب الا بشھادۃ رجلین او رجل وامرأتین لان الکتاب یشبہ الکتاب فلا یثبت الا بصحۃ تامۃ۔
(ج:۷ص:۲۷۳،ادب القاضی)

اسی میں ہے:

لما فیہ من شبھۃ التزویر فان الخط والختم یشبہ الخط والختم۔(ص:۲۲۶)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وھو نظیر کتاب سائر الرعایا بشیء من المعاملات فانہ یقبل بدون تلک الشرائط ویعمل بہ المکتوب الیہ اذا وقع فی قلبہ انہ حق۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”خط پر اعتماد نہیں، نہ اس پر عمل، نہ اس کے ذریعہ سے یقین حاصل ہو، نہ اس کی بنیاد پر حکم و گواہی حلال، کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مہر مہر کے مانند ہوسکتی ہے۔ اور صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ خط کا صرف اپنی ذات میں قابل تزویر ہونا ہی اس کی بے اعتباری کو کافی ہے، اگرچہ یہ خاص خط واقع میں ٹھیک ہو، پھر یہ تار جس میں خبر بھیجنے والے کے دست و زبان کی کوئی علامت تک نام کو بھی نہیں اور اس میں خط کی بہ نسبت کذب و تزویر نہایت آسان“۔(ج:۴ص:۵۲۴)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

یجب ان یعلم باب العمل لغالب الرای جائز فی باب الدیانات وفی باب المعاملات کذا فی المحیط۔(ج:۵ص:۳۱۳)

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

خبر الواحد مقبول فی الدیانات وفی الطھارۃ والنجاسۃ والحل والحرمۃ اذا کان المخبر مسلما عدلاً ذکراً او انثی حراً او عبداً، ولا یشترط لفظ الشھادۃ والعدد واما المستور فھو ملحق بالفاسق فی ظاھر الروایۃ وبالعدل فی روایۃ الحسن وھو قول الطحاوی۔ (ج:۴/ص:۴۴۰)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”کوئی کتاب یا رسالہ کسی بزرگ کے نام منسوب ہونا، اس سے ثبوتِ قطعی کو مستلزم نہیں۔ بہت رسالے خصوصاً حضرات اکابر چشت کے نام منسوب ہیں، جس کا اصلاً ثبوت نہیں۔

ثانیاً، کسی کتاب کا ثابت ہونا اس کے ہر فقرے کا ثابت ہونا نہیں۔ ثالثاً، امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

لا تجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا وقتل ابولولوۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فان ذالک ثبت متواتراً فلا یجوز ان یری المسلم لفسق او کفر من غیر تحقیق۔

فتاویٰ حدیثیہ میں امام زین الدین عراقی سے ہے:

نقل الانسان ما لیس لہ بہ روایۃ غیر مائغ بالاجماع عند اھل الدرایۃ۔

فتاویٰ حدیثیہ میں ہے:

قالوا ما وجد فی نسخۃ من تصنیف فان واثق بصحۃ النسخۃ بان قابلھا المصنف او ثقۃ غیرہ بالاصل او بفرع مقابل بالاصل وھکذا جاز الجزم بنسبتھا الی صاحب ذالک الکتاب وان لم یوثق لم یجزم۔ (ج:۶/ص:۳۰۸،۳۰۹، غیر مترجم)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کا رسالہ ”حجب العوار عن مخدوم بہار“ کا مطالعہ کریں جو فتاویٰ رضویہ غیر مترجم جلد ششم کے ص ۳۰۸/ سے ص ۳۱۴/ تک پھیلا ہوا ہے۔

ہدایہ میں ہے:

ولو ان امرأۃ اخبرھا ثقۃ ان زوجھا الغائب مات عنھا او طلقھا ثلثا او کان غیر ثقۃ واتاھا بکتاب من زوجھا بالطلاق ولا تدری انہ کتابہ ام لا، ان اکبر رائھا انہ حق یعنی بعد التحری فلا بأس بان تعتد ثم تتزوج لان القاطع طارٍ ولا منازع۔ (ج:۴/ص:۴۶۹، کتاب الکراہیۃ)

فتاویٰ خانیہ میں ہے:

ثم المرسومۃ لا یخلو اما ان ارسل الطلاق بان کتب اما بعد فانت طالق فلما کتب ھنا وقع الطلاق وتلزمھا العدۃ من وقت الکتابۃ..........ولو کتب الطلاق فی وسط الکتاب۔ وکتب قبلہ وبعدہ حوائج ثم محی الطلاق وبعث الکتاب الیھا وقع الطلاق، کان الذی قبل الطلاق اقل او اکثر، وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کذالک ان کان ما قبل الطلاق اکثر وان کان الاکثر ما بعد الطلاق لا تطلق۔ (ج:۱/ص:۴۷۱، علی ہامش الہندیۃ، فصل فی الطلاق بالکتابۃ)

بہار شریعت میں ہے:

”شی مرہون کی زکوۃ نہ مرتہن پر ہے نہ راہن پر، مرتہن تو مالک ہی نہیں اور راہن کی ملک تام نہیں کہ اس کے قبضہ میں نہیں اور بعد رہن چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکوۃ واجب نہیں“۔ (ج:پنجم، ص:۸۷۷، تخریج شدہ)

بدائع الصنائع للامام کاسانی میں ہے:

ثم لا خلاف بین اصحابنا فی اصل القبض یحصل بالتخلیۃ فی سائر الاموال، واختلفوا فی انھا ھل ھی قبض تام فیھا ام لا، وجملۃ الکلام فیہ ان المبیع لا یخلو اما ان یکون مما لہ مثل واما ان لا یکون مما لا مثل لہ، فان کان مما لا مثل لہ من المذروعات والمعدودات المتفاوتۃ فالتخلیۃ فیھا قبض تام بلا خلاف، حتی لو اشتری مذروعا مذارعۃ او معدودا معاددۃ ووجدت التخلیۃ یخرج من ضمان البائع، ویجوز بیعہ والانتفاع بہ قبل الذرع والعد بلا خلاف۔ (ج:۴/ص:۴۹۹)

جد الممتار میں ہے:

قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ التخلیۃ بین المبیع والمشتری تکون قبضا بشرائط ثلثۃ احدھا ان یقول البائع خلیتُ بینک وبین المبیع فاقبضہ، ویقول المشتری قد قبضتُ۔ والثانی، ان یکون المبیع بحضرۃ المشتری بحیث یصل الی اخذہ من غیر مانع۔ والثالث، ان یکون المبیع مفرزا غیر مشغول بحق الغیر۔ (ج:۶/ص:۱۶۶)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”اور قبضہ دلانے کا معنی شرعاً، عقلاً و عرفاً یہی ہیں کہ اپنا قبضہ اٹھا کر اس کا قبضہ کرا دیا جائے، ورنہ جب تک اپنا قبضہ موجود ہے اس کا قبضہ کیونکر ہوگا، کہ شی اپنے منافی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی آخر نہ دیکھا کہ جب تک تخلیہ تامہ نہ ہوا واہب کے اس قول کو کہ میں نے قابض کر دیا صحیح نہ مانا“۔(ج:۷/ص:۴۳۷)

اسی میں ہے:

”عوام عموماً اور آج کل کے قانون داں خصوصاً نرے زبانی یا کاغذ کے تلفظ کو قبضہ کہتے اور سمجھتے ہیں، نہ وہ تخلیہ کے معنی سے آگاہ ہیں نہ اس کی حاجت مانتے ہیں۔ زید اگر اپنا مکان جس میں اس کا مال و اسباب رکھا ہوا ہے عمرو کو ہبہ کر دے اور کنجی اسے دے دے وہ کہیں گے کہ قبضہ دے دیا، حالاں کہ ہرگز شرعاً قبضہ نہ ہوا کہ تخلیہ نہ ہوا“۔(ج:۱۰/ص:۳۱۵)

☆☆☆

محمد رفیق عالم رضوی

جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف

۹۲/۷۸۶

فیصلہ

ایس ایم ایس (SMS) کی شرعی حیثیت

فیصلہ و تجویز بابت: ایس ایم ایس (SMS) کی شرعی حیثیت

سوال (۱): ایس ایم ایس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ دیانات و معاملات کے اقسام وانواع میں اس کا اعتبار کس حد تک ہے؟

الجواب (۱): بحث و تمحیص اور کامل غور وخوض کے بعد طے ہوا کہ ایس ایم ایس خط و کتابت کی طرح ادائے مافی الضمیر کا ایک ذریعہ ہے اور جس طرح خط خطاب و کلام کے درجہ میں ہے اسی طرح شرعی طور پر ایس ایم ایس بھی خطاب و کلام کے درجہ میں ہے۔ لہٰذا اگر ایس ایم ایس میں کوئی ایسی خبر ہے جس کا تعلق ان معاملات سے ہے جن میں کسی امر کا الزام نہ ہو تو اس پر غالب گمان ہونے کی صورت میں عمل کرنا جائز ہے خواہ ایس ایم ایس کرنے والا مسلم عادل ہو یا فاسق یا کافر ہو۔

تنویر الابصار و در مختار میں ہے: ”ویقبل قول الفاسق والکافر والعبد فی المعاملات لکثرۃ وقوعھا کما اخبر انہ وکیل فلان فی بیع کذا فیجوز الشراء منہ“ (ج۷، ص۴۹۸)

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے: ”وھو نظیر کتاب سائر الرعایا بشی من المعاملات فانہ یقبل بدون الشرائط ویعمل بہ المکتوب الیہ اذا وقع فی قلبہ انہ حق“ (ج:۳، ص:۳۹۶)

اور اگر ایس ایم ایس میں ایسی خبر ہے جو محض دیانات سے ہے مثلاً کسی شی کی حرمت یا نجاست کی خبر ہے تو ایس ایم ایس کرنے والے کے عادل ہونے کی صورت میں اس کی خبر پر اعتبار کرکے عمل کرنا جائز و درست ہے اور اگر وہ خبر دیانات سے متعلق ہونے کے ساتھ زوال ملک پر بھی مشتمل ہے یا اس میں کسی امر کا الزام ہے تو اس کے ثبوت کے لئے فقط عادل ہونا کافی نہیں بلکہ عدد اور عدالت بھی درکار ہے۔

خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے: ”خبر الواحد مقبول فی الدیانات وفی الطھارۃ والنجاسۃ والحل والحرمۃ اذا کان المخبر مسلما عدلا“ (ج۴، ص۴۴۰)

تبیین الحقائق میں ہے: ”لان المعاملات لیس فیھا الزام واشتراط العدالۃ للالزام فلا معنی لاشتراطھا فیھا لان الحال فیھا حال مسالمۃ لاحال منازعۃ حتی یخاف فیھا التزاویر والاشتغال بالاباطیل“ (ج۷، ص۲۸)

نورالانوار میں ہے: ”لو کان الزاما محضا یشترط فیھا کلاھما (العدد والعدالۃ) ولو لم یکن الزاما اصلا ما شرط فیہ شیء منھما“ (ص۸۷)

بہار شریعت میں ہے: ”دیانات میں مخبر کا عادل ہونا ضروری ہے۔ دیانات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق بندہ اور رب کے مابین ہے، مثلاً حلت و حرمت، نجاست، طہارت اور اگر دیانت کے ساتھ زوال ملک بھی ہو مثلاً میاں بیوی کے متعلق کسی نے یہ خبر دی کہ یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں تو اس کے ثبوت کے لئے فقط عدالت کافی نہیں بلکہ عدد اور عدالت دونوں چیزیں درکار ہیں یعنی خبر دینے والے دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہوں اور یہ سب عادل ہوں“۔ (حصہ ۱۶، ص۳۸)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۲): کفر وارتداد، فسق وضلالت اور معصیت وگناہ پر مشتمل ایس ایم ایس کرنے والے پر کیا مطلقاً کفر وارتداد، فسق وضلالت کا حکم عائد ہوگا، یا اس بارے میں توقف کیا جائے گا؟

الجواب(۲): تمام مفتیان کرام اور مندوبین عظام اس امر پر متفق ہیں کہ کفر وارتداد، فسق وضلالت اور معصیت وگناہ پر مشتمل ایس ایم ایس کرنے والے یا دوسروں تک پہنچانے (فارورڈ کرنے) والے پر ثبوت شرعی اور تحقیق کے بغیر کوئی حکم شرع نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ حجۃ الاسلام سیدنا امام غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:

"لا تجوز نسبة مسلم الیٰ کبیرة من غیر تحقیق فلا یجوز ان یرمی مسلم بفسق او کفر من غیر تحقیق"

(احیاء علوم الدین، ج۳، ص۱۵۴)

اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں:

"بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نا کہ تکفیر" (فتاویٰ رضویہ، ج۶، ص۱۰۷)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۳): ایس ایم ایس کے ذریعے بیع وشرا، وکالت وکفالت ودیگر عقود کا کیا حکم شرعی ہے؟

الجواب(۳): تمام مفتیان کرام اس امر پر متفق ہیں کہ جب ایس ایم ایس خط کے حکم میں ہے تو جس طرح خط کے ذریعہ بیع وشراء اور وکالت وکفالت ودیگر عقود اپنی شرائط کے ساتھ درست ہیں، ایس ایم ایس کے ذریعہ بھی مذکورہ امور درست ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۴): مشتری یا قرض دار اگر اپنے اکاؤنٹ سے بائع ومقرض کے کھاتے میں رقم ثمن یا قرض ٹرانسفر کردے اور ان کے موبائل میں اس کا ایس ایم ایس بھی آجائے تو اس رقم پر قبضہ بائع ومقرض کا مانا جائے گا، یا مشتری وقرض دار کا؟ رقم مذکور نصاب کو پہنچنے کی صورت میں حولانِ حول کا اعتبار کب سے ہوگا؟ رقم ٹرانسفر کرنے کے بعد سے یا رقم ہاتھ میں آنے کے بعد سے؟

الجواب(۴): کافی بحث ومباحثہ اور تحقیق وتفتیش کے بعد مندوبین حضرات اس بات پر متفق ہوئے کہ بینکنگ نظام میں لوگوں کی سہولت کے پیش نظر روز بروز تبدیلی اور قوانین میں ردوبدل کے سبب اب اس بات کا عرف ہو چکا ہے کہ اکاؤنٹ میں رقم کا آجانا یا رقم کا دوسرے کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرنے کے بعد اس کے اکاؤنٹ میں رقم کا پہنچنا قبضہ سمجھا جاتا ہے اس لئے اس عرف حادث کی بنا پر اب رقم کا کسی کے کھاتے میں پہنچ جانا قبضہ کہلائے گا۔ تو اگر مشتری یا مستقرض نے اپنے اکاؤنٹ سے بائع یا مقرض کے کھاتے میں رقم ثمن یا قرض ٹرانسفر کردی اور اس کے کھاتے میں وہ رقم پہنچ گئی تو اس پر بائع ومقرض کا قبضہ مانا جائے گا اور اس ٹرانسفر کا ایس ایم ایس آجانا ایک خبر اور اطلاع ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے: "ولا يشترط القبض بالبراجم لأن معنى القبض هو التمكن والتخلي وارتفاع الموانع عرفاً وعادةً حقيقةً" (ج۴، ص۳۴۲)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے: "اور قبضہ دلانے کا معنی شرعاً، عقلاً وعرفاً یہی ہیں کہ اپنا قبضہ اُٹھا کر اس کا قبضہ کرادیا جائے" (ج۷، ص۴۳۷)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۵): صاحب نصاب اگر فقیر کے کھاتے میں زکوٰۃ کی رقم ٹرانسفر کردے اور اس کا فقیر کے پاس ایس ایم ایس بھی آجائے، فقیر کے نکالنے سے قبل رقم زکوٰۃ ہلاک ہو جائے تو اس کا متحمل فقیر ہوگا یا صاحبِ نصاب؟ زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

الجواب(۵): جب کسی کے اکاؤنٹ میں رقم کا آجانا اس کے حق میں ثبوت قبضہ کے لئے ہو، کافی ہے تو اگر زکاۃ دہندہ فقیر کے اکاؤنٹ میں زکاۃ کی رقم ٹرانسفر کردے تو اب اس رقم کا مالک فقیر ہے لہٰذا اگر فقیر کے نکالنے سے قبل زکاۃ کی وہ رقم ہلاک ہو جائے تو اس کا متحمل فقیر ہوگا نا کہ زکاۃ دہندہ۔ اور اس صورت میں ادائیگی زکاۃ پالی جائے گی۔ اور ثبوت قبضہ کے لئے ایس ایم ایس کا آنا ضروری نہیں ہے اس کے ذریعہ ٹرانسفر کی اطلاع حاصل ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۶): شوہر نے بیوی کو ایک طلاق دینے کا ایس ایم ایس کیا، اگر وہ اسی کو ایک یا تین الگ الگ مجلسوں میں تین تین بار بھیج دے تو ایک طلاق پڑے گی یا تین؟ اور اگر وہ اسے وائرل ہونے سے پہلے یا فوراً اس کے بعد ڈیلیٹ کر دے تو طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟

الجواب(۶): تمام مندوبین کرام کے اتفاق سے یہ امر طے ہوا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دینے کا ایس ایم ایس کیا تو خواہ اس کو ایک مجلس میں تین بار بھیجے یا الگ الگ مجلسوں میں تین بار بھیجے، صرف ایک طلاق واقع ہو گی کہ یہاں بار بار ایس ایم ایس کرنا انشاء طلاق نہیں بلکہ اخبار طلاق ہے۔ اور اگر بہ نیت طلاق ایس ایم ایس کرنے کے لئے طلاق لکھا تو طلاق پڑ جائے گی، اسے بھیجے یا نہ بھیجے، یونہی اسے ڈلیٹ کرے یا نہ کرے۔ ہاں اگر یہ شرط لگادی کہ یہ پیغام جب بیوی تک پہنچے تو طلاق تو اب پہنچنے سے قبل طلاق واقع نہیں ہو گی۔ یونہی اگر مضمون طلاق کو دو یا تین بار لکھا تو ہر بار طلاق واقع ہو گی، ایس ایم ایس کرے یا نہ کرے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”اگر واقع میں اس شخص نے یہ خط لکھا یا دوسرے کو عبارت مذکور بتا کر لکھوایا کہ میری عورت کی نسبت یہ الفاظ لکھ دے تو جس وقت اس کے قلم یا زبان سے یہ لفظ نکلے اسی وقت سے عورت پر ایک طلاق پڑ گئی اور اسی وقت سے عدت کا شمار ہو گا اگر چہ یہ خط بڑودہ نہ پہنچتا وہ خود ہی لکھ کر بھیجتا یا مکتوب الیھم عورت کو نہ سناتے کہ جو الفاظ طلاق لکھے یا بتائے۔ جب ان میں کوئی شرط نہیں کہ یہ خط پہنچے یا سنایا جائے اس وقت طلاق ہو تو ان کا لکھنا یا بتانا ہی طلاق کا موجب ہو گیا، بھیجنے، پہنچنے، سنانے پر موقوف نہ رہا۔“ (ج۵، ص۴۶۸)۔ واللہ تعالیٰ اعلم